سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر (۲۷)

# احسان عام

از

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبوعہ نول کشور سٹیم پریس لاہور

تعداد جلد ۳۰۰۰

قیمت ۲؍

# دکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر کی علمی - ادبی

## اور تاریخی جدید کتابیں

| نام کتاب | نام مصنف | قیمت |
|---|---|---|
| الاسلام | مولوی فتح محمد خاں | ۸؍ |
| اسلام کی دنیوی برکتیں | نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم | ۸؍ |
| الدین یسر | مولانا حالی | ۳؍ |
| تدبیر | " | ۲؍ |
| سوانح مولانا روم | مولانا شبلی | عہ ۴؍ |
| اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر | " | ۸؍ |
| حیات خسرو | منشی سعید احمد | ۱۲؍ |
| البرامکہ | منشی عبدالرزاق | عا ۸؍ |
| تفسیر السموات | سر سید مرحوم | ۸؍ |
| مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب | نواب محسن الملک مرحوم | ۸؍ |
| مسلمانوں کی تہذیب | " | ۴؍ |
| فلسفہ ابن عربی | مولانا عمادی | ۸؍ |
| ہندو رانیاں | " | ۸؍ |
| سیاحت ہند | حافظ عبدالرحمن سیاح بلاد اسلامیہ | عا ۸؍ |
| تاریخ عرب قدیم | مولانا عمادی | ۸؍ |
| عیسیٰ اور صلیب | نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم | ۱؍ |
| اسلام | نواب محسن الملک مرحوم | ۲؍ |

ٹوٹ کر آملے تھے اُن میں سے ایک بھی نہ آتا کسی بدمزاج خشونت کرنیوالے کے پاس کوئی نہیں آتا بلکہ یہ شفقت اور اخلاق نرم دلی اور لینت ہے جو سب کو اپنا ہو یا بیگانہ کھینچ لاتی ہے۔ دیکھو وہ آیت قرآن جو ہمارے مضمون کی زیبندہ عنوان ہے اُسپر پھر نظر کرو اور پڑھو کہ خدا پیغمبرؐ سے فرماتا ہے۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم

یہ کچھ خدا ہی کی مہر ہے کہ تو ان کو نرم دل ملا اور اگر تو سخت اور سنگدل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے سو تو اُن کو معاف کر اور اُن کے لئے دعا مغفرت کر۔

پس ہمکو قرآن کے احکام اور پیغمبرؐ کے نمونہ سے بھی واجب و لازم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے بھی بنرمی و محبت پیش آویں ان سے بھی نیکی اور بھلائی کریں اور باہم برادرانہ برتاؤ کریں تاکہ بدگمانوں کی غلط فہمی ہمارے قول اور فعل سے دور ہو جاوے۔

(۹) مگر اس میں شک نہیں کہ فرق مراتب ضرور ہے گو ہمکو عام محبت کا حکم ملا ہے مگر یہ مراد نہیں کہ جو اخلاص اور محبت خاص اہل ایمان سے کی جاتی ہے اور جس کا مرتبہ عام محبت سے زیادہ ہے ویسی ہی محبت اور اخلاق غیر ایمان والوں سے بھی برتے جاویں۔ چنانچہ جو شدت کفار کی سرزنش اور تنبیہ میں اُن کے عصیان نافرمانی فساد اور ناخداترسی کی وجہ سے (مگر وہ بھی نرمی اور سلامتی کے ساتھ) اُن سے برتی جاتی ہے اور جو محبت ایمانی اور خاص دوستی جسکے ایمان کی حیثیت سے مومنین مستحق ہیں (علاوہ اُس عام دوستی کے جو مقتضائے فطرت الٰہی ہر ایک انسان کو کرنی چاہیئے) اِن دونوں باتوں کی تفاوت پر اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم*

محمدؐ رسول اللہ کا اور جو اُسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپسمیں*

پس یہی فرق اور امتیاز ہے جواب مندرجہ بالا اور اُس کے ہم مضمون آیتوں میں بیان ہوا ہے اور اسی فرق اور امتیاز کے اعتبار پر قواعد جنگ و قتال کے متعلق مقاتلین مخالفین کی نسبت یہ حکم ہوا کہ جو لوگ مسلمانوں سے دین کی بابت لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اذیتیں اور تکلیفیں پہونچاتے ہیں اُن سے ایسی حالت میں دوستی نہ کیجاوے کیونکہ حالت جنگ اور قتال میں نامناسب ہے کہ مسلمانوں کے گروہ کے آدمی مخالفین اور مقاتلین سے محبت کر کے اپنے ضعف اور شکست کا باعث ہوں مگر صاف صاف کہدیا کہ جو دشمن اور مخالف تم سے دین کی بابت قتال نہیں کرتے اُن سے نیکی اور انصاف کرنے کو خدا منع نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہے مخالفوں سے نیکی اور انصاف کرو کیونکہ خدا نیکی کرنے والوں اور انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ صرف اُنہیں لوگوں سے ایسی حالت میں دوستی منع کی گئی ہے جو کہ دین کی بابت مسلمانوں سے لڑتے تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کو گھر سے نکالا اور اسپر ایک دوسرے کی مدد کی*

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فے الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون۔ (ممتحنہ)

اللہ تمکو منع نہیں کرتا اُن سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تمکو

تمہارے گھروں سے کہ اُن سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو اللہ صرف منع کرتا ہے تمکو اُن سے جو لڑے تم سے دین پر اور نکالا تمکو تمہارے گھروں سے اور مدد کی تمہارے نکالنے پر کہ اُن سے کرو دوستی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہیں گنہگار ✣

پس جنگ و قتال کی حالت کا ایک خاص قاعدہ ہماری معاشرت کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ ہماری حسن معاشرت کا حکم عام یہی ہے ✣

"لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین"۔ ✣

(۱۰) یہ بات کہ منافقوں اور کافروں سے اُن کی شرارت اور فساد کی وجہ سے اُن کی سرزنش اور تنبیہہ اور غلظت فی القول کرنے میں وہ رعایت عام دوستی اور صلح و آشتی کی ہونی چاہیئے اور یہ سرزنش نرمی و سلامتی کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ اس کے ثبوت میں قرآن کے یہ احکام ہیں ✣

۱۔ فاصفح عنھم وقل سلام ✣

سو درگذر اُن سے اور کہہ سلام ہے ✣

۲۔ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ (فرقان)

اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت ✣

۳۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ (نحل)

بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت کر کے بھلی طرح اور بحث کر اس طرح جو حسن ہو

۴- ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن +

نہ جھگڑو تم اہل کتاب سے مگر اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو +

۵- واعرض عنہم وعظہم وقل لھم فی انفسہم قولا بلیغا۔ (نساء)

اور اُن سے درگذر اور اُن کو نصیحت کر اور اُن کے حق میں پکی بات کہہ +

اِن آیتوں کے حکم سے ہمکو لازم ہے کہ جب ہم اہل معاصی اور کفار سے سرزنش کریں اور اُن کے فساد اور ناخدا ترسی پر ملامت کریں تو اُس کو نیک طریقہ سے نرمی کے ساتھ بکمال اخلاق سمجھاویں +

(۱۱) اس مقام پر ہمکو مسئلہ اکراہ کا بیان بھی ضرور ہے کہ آیات قرآن مجید میں تو مخالفوں سے ایسی نیکیاں اور نیک سلوک کرنے کا حکم ہے اور فہمائش اور سرزنش میں بھی اخلاق کی رعایت پر ضرور ہے تو ایسی صورت میں مسلمان ہونے پر مجبور کرنا کیونکر جایز ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے پاس ایک ذخیرہ عدم اکراہ کے احکام کا موجود ہے جس سے یہ شبہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مذہب کے باب میں زبردستی کا حکم ہوا ہو یا کبھی جبر کیا گیا ہو +

۱- فذکر انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر۔ (غاشیہ)

پس تو سمجھا تیرا کام سمجھانا ہے تو ان پر کروڑا نہیں +

۲- قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ (نور)

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم مونھ پھیرو گے تو اُس کا ذمہ ہے جو اُسپر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو تمپر رکھا اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام دینے والے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا +

۳- فان تولوا فانما علیک البلاغ ٭

پھر اگر وہ پھر جاویں تو تیرا ذمہ صرف پہونچا دینا ہے ٭

۴- من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنٰک علیہم حفیظا۔ (نساء)

جس نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہمنے تجھکو نہیں بھیجا

اُن پر نگہبان ٭

۵- اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الٰہ الا ھو واعرض عن المشرکین۔ (انعام)

تابعداری کر تو خدا کے بھیجے ہوئے حکم کی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مت التفات

کر مشرکوں کی طرف ٭

۶- افانت تکرہ الناس حتے یکونوا مومنین۔ (یونس)

اب کیا زور کریگا تو لوگوں پر کہ ہو جاویں با ایمان ٭

۷- وما انت علیہم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف وعید۔ (ق)

اور تو نہیں اُن پر زور کرنے والا سو تو ڈرا قرآن سے اُسکو جو ڈرا میرے وعیدسے ٭

۸- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا

البلاغ المبین۔ (تغابن)

کہا مانو اللہ کا اور رسول کا پس اگر وہ پھر جاویں تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف

پیغام پہونچا دینا ہے ٭

۹- ان ھٰذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ (دھر)

یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اِختیار کرے ٭

۱۰- لکم دینکم ولی دین۔ (کافرون)

تمھیں تمھارا دین اور مجھے میرا دین ۔

۱۱۔ لا اکراہ فی الدین ۔

دین میں کچھ زبردستی نہیں ۔ (بقر)

۱۲۔ یہ سب آیات محکمات ہیں جو مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہوئیں یعنی اُس زمانہ کے لئے ہیں جب اسلام میں ضعف تھا اور اُس وقت کی بھی ہیں جب اسلام کو تمکنت اور شوکت حاصل ہوئی۔ مگر چونکہ کسی حالت میں جبر و اکراہ جایز نہیں رکھا گیا اس لئے وہی ایک بات ہر جگہ صاف صاف بیان کی گئی۔ اور ایسا ہی برتا بھی گیا۔ چنانچہ عین جدال و قتال کی حالت میں بھی باوجود طرفین کی مخالفت کے جو مشرک طلبگار امن ہو کر جماعت اسلام کی طرف چلا آتا تو اُسکو صرف قرآن کے پاک احکام اور نصایح سنا دینے کا حکم تھا اور جب وہ سُن چکے تو اُسکو وہیں پہونچا دیں جہاں اُس کے امن کی جگہ ہے۔ حالانکہ یہ موقع اکراہ و جبر کا تھا۔ مگر ایسی بات تو کبھی قرآن میں روا نہیں رکھی گئی ۔

وان احد من المشرکین استجارك فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ۔ ذلك بانھم قوم لا یعلمون (براءۃ ۔ ۵)

اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اُس کو پناہ دے جب تک وہ سُن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا وے اُس کو جہاں وہ نڈر ہو یہ اسواسطے کہ وہ لوگ جانتے نہیں ۔

یہ آخری فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اُن لوگوں کو اسلام کے محاسن اور قرآن کے مکارم اخلاق کی خبر نہیں اس لئے وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام کیا چیز ہے پس اُنکو مسلمان کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اُن کو قرآن سنایا جاوے اور اُسکی افضل تعلیم اور عمدہ نصایح سُننے والے کے دل میں اثر کریں ۔

۱۳۔ یہاں ذکر مقاتلات اسلامی کا آگیا اور ہمکو اُسکے ضمن میں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوگا کہ مقاتلات اسلامی کی منشا صرف مدافعت تھی اور یہی غرض تھی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان سے ضعفا مسلمین کو نجات ملے اور اُن کو بے روک ٹوک خدا کی عبادت کا موقع ملے اور مخالفوں کی زیادتی اور موذی کفار کا ظلم وستم دور کیا جاوے اور اُن کی لڑائی بند ہو جاوے۔ یہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبراً مسلمان ہو جاویں *

لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد (حج)

اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے توڑھائے جاتے سب تکئے اور مدرسے اور عبادتخانے اور مسجدیں *

ما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها (نساء)

کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ میں نہ لڑو حالانکہ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ یارب ہمکو اس شہر سے جسکے لوگ ظالم ہیں نکال لے *

عسى ان يكف باس الذين كفروا۔ (نساء)

قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کافروں کی *

اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مدافعت کی لڑائی میں ابتدا مخالفوں کی طرف سے ہونی چاہئے کیونکہ انہیں کے ظلم و عدوان پر بنا جاری مدافعت کی ضرورت پڑی اور یہی بات قرآن میں بھی منصوص ہے *

هم بدؤكم اول مرة۔ اور مسلمانونکو حکم ہوا تھا کہ تم ہرگز ابتدا نہ کرو ولا تعتدوا (بقر)

۱۴- مخالفوں سے تو علے العموم قرآن میں ایسی نیکیاں اور احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عین حالت جنگ وجدال کی وہ شفقت اور کریمانہ برتاؤ ہے جو سورۂ برارۃ کی پانچویں آیت سے نقل کیا گیا کہ جو مشرک مسلمانوں کی پناہ میں آوے اُس کو قرآن کے احکام ونصایح سُنا کر یہاں تک اُس سے رعایت کی جاوے کہ جہاں اُس کے امن کا مقام ہو وہاں اُسے بخیر و عافیت پہونچاو یا جاوے اب لڑائی کے بعد مغلوب اور مقید و مخالفوں کے واسطے عام حکم دیا کہ یا انہیں احسان رکھکر مفت چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو ✤

حتی اذا اثخنتموھم فشدالوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا ذالك ولو یشاء اللہ لانتصر منھم ولکن لیبلو بعضکم ببعض (محمد)

پھر جب خوب قتال کر چکو تو قید کر لو اور بعد اسکے یا احسان رکھکر چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو جب تک کہ لڑائی بند ہو جاوے پھر خدا چاہے تو بدلا لے اُن سے مگر وہ تمکو جانچتا ہے ✤

غرض کہ مقید کر لینے کے بعد کا معاملہ منحصر ہے احسان رکھکر چھوڑ دینے میں یا فدیہ لیکر چھوڑ دینے میں۔ اِس کے سوا اور کوئی صورت نہیں نہ اُن کو غلام بنا کر رکھنا نہ اُن کو قتل کرنا۔ چنانچہ ضمیمہ آیت اسی نکتہ پر اشارہ کرتا ہے کہ اگر خدا چاہے تو اُن قیدیوں سے بدلا لیوے یعنی انھیں قتل کر دینے جانے کا حکم دیوے۔ مگر ترک مکافات پر ہر جگہ ترغیب دی گئی ہے اِس لئے وہ تمکو اسی معاملہ میں آزماتا ہے کہ کون احسان رکھکر چھوڑتا ہے اور کون فدیہ لیکر چھوڑتا ہے ✤

(بعض علماء نے اس آیت میں یہ دور اندیشی کی ہے کہ قیدیوں کو اگر چھوڑ دیں تو وہ پھر جا کر وہی مفسدہ پردازی اور مسلمانوں کی اذیت شروع کریں گے اس لئے اُنہیں قتل ہی کیا جاوے۔ مگر یہ رائے تو صاف اس حکم کے خلاف ہے اور اس اندیشہ سے یہ تدبیر بھی مناسب نہیں ہے بلکہ اس کا علاج تو پہلے ہی قرآن میں فرما دیا ہے وان تعودوا نعد (انفال) یعنی اگر تم پھر وہی ظلم و زیادتی شروع کرو گے تو ہم پھر اپنا بچاؤ کرنے کو تمہاری زیادتی دفع کریں گے اور تمہیں روکیں گے) +

غرض کہ قرآن کا اخلاق تمام اور احسان عمیم ہر شخص سے عفو اور بخشش اور درگذر کرنے کا ہے اور خصوصاً مخالفوں کو معاف کرنا علی الخصوص حالت جنگ میں بھی رعایت اور بعد جنگ بھی بکمال عنایت اسلام کا طریقہ پسندیدہ ہے۔ اور ایسی الہامیہ تعلیم اور انسان کی ہر حالت اور حاجت کی مقدار اور اندازہ کے موافق اس تفصیل سے اسی شریعت کاملہ میں ہے اور بس۔ +

تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اِحسانِ عام

از مولوی چراغ علی مرحوم

فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک

ا۔ اپنے ہمجنسوں سے شفقت اور نرمی برتنی تمامی بنی نوع سے خیر اندیشی کرنی اُن کا بھلا چاہنا بلکہ اپنی منفعت پر غیر کی منفعت کو مقدم رکھنا۔ اپنے دشمنوں مخالفوں اور بدخواہوں سے احسان و مروت اور عموماً دوستی کرنا بلکہ اپنے مخالفوں کی خطا دل سے درگذر کرنا۔ اپنے دشمنوں کی بدخواہیوں کو معاف کرنا اُن کی ولادت اور رنجبہی پہ

صبر کرنا اور برائی کے عوض ہمیشہ بھلائی کرنا۔ یہ عمدہ اور افضل محاسن اخلاق ہیں جو ہمارے اسلام اور قرآن نے ہمکو سکھلائے ہیں ہر چند کہ حکمائے سابقین کبھی زمانوں کے تجربہ اور عرصہ دراز کی فکر و غور سے ایسے محاسن اخلاق کے قریب قریب پہنچے تھے اور نہ کوئی ایک ہی حکیم تھا جس نے یہ سب عمدہ مکارم اخلاق کی باتیں سکھلائی ہوں بلکہ مختلف اور متعدد حکیموں اور فیلسوفوں نے بہت کچھ سرد و گرم زمانہ دیکھکر اُن میں سے بعض بعض باتیں محاسن اخلاق کی بیان کیں۔ الّا چونکہ انسانی خیالات تھے جن کا ٹھیک ٹھیک ہر ملک و مزاج کی مختلف طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہونا اُن حکیموں کی عقل کی دوراندیشی سے باہر تھا اور خیالات انسانی افراط و تفریط سے بھی خالی نہ تھے۔ لہذا اُن پر وثوق کلی اور اعتماد قطعی بغیر وحی کے انکشاف کے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ وحی الٰہی جس کا انکشاف تمام عالم پر قرآن کے ذریعے سے ہوا اس وحی کامل نے ان سب اخلاق حسنہ کو تمام و کمال ہر ایک زمانہ اور ملک کے مناسب حال و اندازہ کے موافق ہم لوگوں پر ظاہر و منکشف کیا۔

۲۔ اِس بارہ میں جو احکام ہمکو قرآن شریف کے ذریعہ سے ملے ہیں وہ ایسی ترتیب اور عمدگی میں نہیں ہیں کہ کسی خاص سورت یا رکوع میں بحیثیت مجموعی جمع کر کے رکھا ہو جو کہ تصنع اور تکلف سے خالی نہ ہوتا اور جس سے کہ ایک طرح کے دکھلاوے کی ترکیب اور ظاہری بندش پائی جاتی بلکہ تمام مصحف میں اِن پاک احکام اور عمدہ اخلاق کو ہر ایک قسم کے ذکر میں ایسی سچی مصلحت سے متفرق بیان کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والوں کو ہر وقت اور ہر مضمون کے ساتھ اُن نیکیوں اور اخلاق کی تنبیہہ اور یاددہانی ہوتی رہے اور اس وحی کے جس مقام کو بلاقصد اور بلا تعین پڑھا

جاوے وہیں پر اُن میں سے کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور پائی جاوے ٭

۴ - ہمکو قرآن مجید یہ بات سکھلاتا ہے کہ ہمکو لازم ہے کہ بدی کے عوض میں نیکی کریں اور خدا کا یہ حکم محکم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے بُرائی کے عوض میں بھلائی کریں٭

(۱) ویدرؤن بالحسنة السیئة اولئك لهم عقبی الدار (رعد ۲۰)۔

جو لوگ بُرائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہیں اُنھی لوگوں کے لئے دار آخرت ہے ٭

(۲) اولئك یؤتون اجرهم مرتین بما صبروا - ویدرؤن بالحسنة السیئة (قصص - ۵۴)

اُن لوگوں کو دوہرا اجر ملیگا اس لئے کہ اُنھوں نے صبر کیا اور بھلائی کرتے ہیں بُرائی کے بدلے ۔ ٭

(۳) ادفع بالتی هی احسن ۔ (مومنون - ۹۸)

بُری بات کا جواب وہ کہہ جو کہ بہتر ہے ٭

یہ صاف سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہمکو محض حکماً یہ بات سکھلا دی یا ہم اُس کو بلا تصدیق محض ایمان کی راہ سے تسلیم کرلیں۔ نہیں بلکہ ایسی نیکی کرنے کی بدیہی دلیل اور صریح نتیجہ بھی تبلا دیا ٭

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینك وبینه عداوة كانه ولی حمیم وما یلقها الا الذین صبروا وما یلقها الا ذو حظ عظیم۔ (حٰم سجدہ)

برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں تو کہہ اس سے بہتر پھر تو دیکھے کہ جسمیں تجھ میں دشمنی تھی جیسے دوستدار ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انہیں کو جو صبر کرتے ہیں اور

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

یہ بات ملتی ہے اُسکو جسکی بڑی قسمت ہے +

(۴) پھر قرآن ہمکو یہ بھی سکھلاتا ہے کہ بدلا لینا گو معروف یا مقتضائے عدالت ہو اور ایسا کرنا سہل بھی ہے مگر اسکے کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہے کہ مخالفوں کی خطاؤں اور بُرائیوں کو معاف کرو اور عموماً درگذر کرو +

وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله - (شوری-۳۸)

بُرائی کا بدلہ برائی ویسی ہے پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے تو اُس کا ثواب ہے اللہ کے ذمہ +

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خیر الصابرین - (نحل)

اگر بدلا لو تو بدلا دو اُسی قدر جتنی تمکو تکلیف پہونچے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے +

ولمن صبر وغفر ان ذلك من عزم الامور - (شوریٰ)

اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہ ہمت کے کام ہیں +

فاعفوا واصفحوا حتی یاتی الله بامره - (بقر)

سو معاف کرو اور درگذر کرو جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم +

فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین - (مائدہ)

سو معاف کر اور درگذر کر اُنسے اللہ بیشک دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو +

فاعف عنهم وقل سلام - (زخرف)

سو تو درگذر کر اُن کیطرف سے اور کہہ سلام +

اِن آیاتِ محکمات میں قرآن مجید نے کئی طرح پر ہمکو نصیحت کی کہ بُرائی کرنیوالونکو معاف کرو بدلا نہ لو بلکہ صبر کرو بخشدو۔ درگذر کرو اور مخالفوں سے نیکی کرو اُن پر احسان رکھو +

(۵) اور اس سے زیادہ اور بھی صاف صاف کہدیا ہے +

یاایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور الرحیم۔ (تغابن)

اے ایمان والو بعضی تمہاری جورویں اور اولاد دشمن ہیں تمہاری سو اُن سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان +

دیکھئے اسمیں دشمنوں کے حق میں بھلائی اور احسان کے واسطے کیسی تاکید سے الفاظ فرمائے ہیں۔ معاف کرنا درگذر کرنا بخش دینا۔ اور اُسپر بھی اخیر میں اشارہ کیا ہے کہ خدا غفور ورحیم ہے پس تم بھی اپنے دشمنوں سے ایسی خصلت بخشش اور رحم کی اختیار کرو +

(۶) قرآن نے ہمکو یہ بات بھی اچھی طرح سے واضح کر دی کہ ہماری یہ خصلت کہ ہم اپنے دشمنوں سے مہربانی کریں اُنکی بُرائیوں سے درگذر کریں کیوں پسندیدہ ہے اور ہم کیوں ایسی رعایتیں اور عنایتیں اپنے مخالفوں سے کریں۔ چنانچہ لکھا ہے +

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم[۹] - (نور - ۶۳)

اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ معاف کرے تمکو +

---

[۹] العفو والصفح من المسیئ حسن مندوب فربما وجب ذالک - ولو لم یجب علیہ الا ھذہ الاٰیۃ لکفی - الا تریٰ الی قولہ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم فعلق الغفران بالعفو والصفح - وعنہ علیہ السلام من لم یقبل عذر المتفضل کاذبا کان او صادقا لم یرد علی حوضی یوم القیٰمۃ - وعنہ علیہ السلام

اِس میں صاف سمجھا دیا کہ چونکہ تم اپنے گنہگاروں خطاکاروں۔ دشمنوں اور مخالفوں سے ایسا شیوہ عفو وغفران کا اختیار کروگے تو خدا بھی تمہاری خطاؤں سے درگذر کرے گا۔

اِس فقرہ میں۔ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم۔ بڑی حکمت بھری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہماری خطاؤں کو معاف کرے تو لازم ہے کہ ہم بھی اپنے خطاکاروں کی تقصیریں معاف کریں اگر ہم توقع رکھتے ہیں کہ خدا ہمکو بخش دے تو ضرور ہے کہ ہم بھی اوروں کی خطائیں بخشدیں۔ یہ آیت ہمکو صاف یہ سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ خدا سے یہ دعا کریں کہ جیسے ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں ویسے ہی خدا بھی ہماری تقصیریں معاف کرے۔

(۷) باہم کی معاشرت میں (خواہ ہمارے اہل معاشرت مسلمان ہوں یا غیر مسلمان۔ دوست ہوں یا مخالف) عدل اور احسان برتنا اور انصاف مدنظر رکھنا ایک حکم محکم اور امر لازم ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان۔ (نحل)

اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کو اور بھلائی کرنے کو۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)۔ افضل اخلاق المسلمین العفو والصفح وعنہ ایضاً ینادی منادیوم القیامۃ الا من کان لہ علی اللہ اجر فلیقم الا اھل العفو ثم تلا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ وعنہ علیہ السلام ایضاً لا یکون العبد ذا فضل حتی یصل من قطعہ ویعفو من ظلمہ ویعطی من حرمہ۔ (تفسیر کبیر)۔ م

وتعاونوا علی البرّ و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ)

آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور نہ مدد کرو گناہ پر اور زیادتی پر۔

پھر اس سے بھی واضح کرکے صاف سمجھا دیا کہ کسی قوم کی عداوت تمکو عدل کرنے سے نہ باز رکھے اور کسی جماعت کی دشمنی تمکو انصاف کرنے سے نہ روکے۔ تم سب سے اپنے دوستوں سے اور دشمنوں سے عدل و احسان اور انصاف برابر قایم رکھو۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنئان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ (مائدہ)

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے لئے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقویٰ سے۔

(۸) بعضے نکتہ چین ظاہر بین مخالفان اسلام نے ان ظاہر اور روشن احکام سے تغافل کرکے ایسا گمان کرلیا کہ گویا قرآن ایسے احکام عفو عام بخشش تام اور محاسن اخلاق سے خالی ہے اور نہ اسی قدر پر اُنہوں نے اکتفا کیا بلکہ اور بھی ترقی کرکے یہ سمجھے کہ قرآن میں بعض احکام ان نیکیوں کے برخلاف ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

تمام محاسن اخلاق کے پیشوا اور سب نیکیوں کے نمونے ہمارے پیغمبر خدا ہیں۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ اور ہمکو اُن کے افعال کا کیا اچھا نمونہ ملا ہے کہ وہ اپنے سب دوستوں اور دشمنوں سے کمال نرمی شفقت اور رحمت سے پیش آتے ہیں اور یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ اسکی دلیل بھی بدیہی موجود ہے کہ اگر پیغمبر خدا کے اخلاق ایسے نہ ہوتے تو یہ جتنے لوگ اُن کے ساتھ جمع ہوئے تھے اور مخالفین بھی اُن سے